حضرت مرزا صاحب اب بھی زندہ ہیں؟

خدا تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے کہ مخدومی حضرت خلیفہ رشید الدین صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انتقال سے صرف دو روز پہلے ذیل کا مضمون لکھا تھا اور جس وقت حضرت مرزا صاحب لاہور میں فوت ہوئے اس وقت وہ اس واقعہ سے بیخبر اپنا مضمون محررے صاف کرا رہے تھے۔ اس کا پڑھنا احباب کے واسطے خاص فائدہ کا موجب ہوگا۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

کیا کسی نبی یا مجدد کی وفات سے اسکی صداقت پر مبنی اصول ضائع ہو سکتے ہیں یا ایسے اصولوں کے ماننے والے کبھی مر سکتے ہیں؟

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ٭ ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اگرچہ عادتاً میں اردو اخبارات کو نہیں دیکھتا۔ لیکن کل بتاریخ ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء کسی نے میرے ہاتھ میں اہلحدیث امرتسر کا اخبار دیدیا۔ اوس میں حضرت وارث الحیات الدائم مسیح موعود و مہدی مسعود حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ و علیٰ محمد صلوٰۃ وسلاماً دائماً ابداً کی وفات کی پیشگوئی دیکھ اظہار کیا گیا تھا۔ اگرچہ ان دل دکھانیوالی باتوں کا جواب سوا صبر کے اور کچھ نہیں ہے مگر قرآن شریف نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ یتربصون بکم الدوائر علیہم دائرۃ السوء۔ اس کے متعلق قابل غور بات یہ ہے کہ آیا کبھی خدا کے فرستادوں پر موت بھی وارد ہو سکتی ہے یا نہیں موت سے یہ مطلب ہے کہ نام و نشان اون کا مٹ جائے اور کوئی نام لیوا نہ رہے۔ اور نہ کوئی ان کے اصولوں پر چلنے والا باقی رہے۔ سو واضح ہو کہ ایسی موت کبھی انبیاء اور رسل پر وارد نہیں ہوتی اور نہ ہمارے پر ہوگی۔ ہاں یہ جسم خاکی جو ہر وقت ہی معرض تغیر و تبدل میں ہے اور کوئی لحظہ خالی نہیں کہ اس کے اجزاء پر فنا وارد نہ ہو۔ یہ تو ایک نہ ایک دن اس خاکدان میں جا ملے گا جس سے اس کے اجزاء نکلے تھے مگر وہ نورانی جسم جو مقربین اور فرستادگان الٰہی کو عطا ہوتا ہے اس پر کبھی فنا نہیں آتی۔ وہ حی و قیوم خدا کے عشق میں فنا ہو کر دائمی زندگی پاتا ہے پھر اس کے بعد موت کسی قسم کی وارد نہیں ہو سکتی جیسا کہ نص بل احیاء سے ظاہر ہے اونکی نسبت موت کی پیشگوئی کرنے والے خود جھوٹے اور مردہ دل ہیں۔ یہی نورانی جسم سب انبیاء اور مقربین کو عطا ہوا تھا۔ اور یہی حضرت اقدس مسیح موعود کو عطا ہوا ہے اب کسی شتر کینہ کی پیشگوئیوں سے ان پر ہرگز ہرگز موت وارد نہیں ہو سکتی ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ اس بات کا ثبوت کہ دراصل حضرت اقدس کو یہ نورانی جسم حاصل ہوگیا ہے ہمیں دیکھنا ہے۔ سو واضح ہو کہ قرآن شریف میں نور سے مراد آیات بینات قرآن شریف ہی کی ہیں۔ جیسا کہ والنور الذی انزلنا میں ہے۔ جب کوئی شخص قرآن شریف کے اصولوں کی صداقت پر یقین کامل سے قائم ہو جاتا ہے۔ پھر ان پر عمل کرتا ہے اور دوسروں کو اس پر چلا دیتا ہے اور پھر ان کے شاگرد آئندہ لوگوں کو سکھاتے رہتے ہیں یہاں تک کہ یہ سلسلہ قیامت تک پہونچ جاتا ہے۔ تو اس شخص کو ایسا نورانی جسم حاصل ہوتا ہے۔ کہ وہ مستقل طور سے اس کے ساتھ ہمیشہ رہتا ہے جیسا کہ نورا آیتوں سے ظاہر ہے۔ سب سے اعلیٰ اور افضل یہ جسم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا تھا۔ جیسا کہ اللہ نور السموات الخ سے ظاہر ہے اور پھر ان کے بعد تمام

صادق کا خط

اپنے صادق دوستون کے نام

السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

مین خط کیون لکھتا ہون

خدا کے صادق رسول کے صادق مریدو! خدا کی طرف سے سلامتی اور رحمت اور برکت تم پر ہو ایسے وقت مین جبکہ تمہین اپنے مرشد و ہادی کی جدائی کا صدمہ اُٹھانا پڑا ہے اور تمہارے دل اس صدمہ سے اندوہگین ہین۔ میرا جی چاہتا ہے کہ تم کو ایک ہمدردی کا خط لکھون۔ جو تمہارے واسطے تسکین کا موجب ہو نہ صرف اس واسطے کہ میرا دل بھی اس حادثہ سے تمہاری طرح دردمند ہوا ہے بلکہ اس واسطے بھی میرا خط لکھنا ضروری ہوا کہ تم جانتے ہو کہ مین ایک خط نویس ہون تمہارے پیارے امام کیوقت بھی خطوط نویسی کا کام میرے سپرد تھا اور اب اس کے خلیفہ نے خدا کی مدد اور نصرت اوس کے ساتھ ہے میرے سپرد وہی خطوط نویسی کا کام قایم رکھا ہے مین تمہارے دلون کے اس جوش اور محبت سے آگاہ ہون جو تمہارے اُن خطون سے ظاہر ہوتا تھا جو تم حضرت خلیفۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت مین لکھا کرتے تھے اور مینے ان خطون کو بھی پڑھا ہے جو تم نے اب حضرت کی وفات پر اپنے دلون کے رنج کے اظہار مین لکھے ہین اور ان پرجوش اور مخلصانہ الفاظ کو بھی دیکھا ہے۔ جنمیں تم نے خدا کے مسیح کے خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے پس مین آپ سے اجازت چاہتا ہون کہ مین آپ کو ایک خط لکھون۔

یہ خط کیا ہے

پیارے بھائیو! میرا خط کیا ہے ایک دلی درد کا اظہار ہے تیرہ سو سال کے بعد خدا کا ایک نبی دنیا مین آیا۔ وہ آیا۔ اور دنیا مین رہا اور دنیا سے چلا بھی گیا۔ پر ہنوز کثیر حصہ مخلوقات کا وہ ہے جس نے اوس کو نہ پہچانا۔ اور نہ مانا۔ اور بہتون نے اس کی طرف توجہ بھی نہ کی اور ایسے بھی ہوئے جنھون نے اس کی مخالفت کی اور اوس کو دکھ دیا اور اس کی ساری عمر مین ان بدقسمتون نے سوائے آزار دہی کے اور کوئی تجویز نہ کی اور ان کے نصیبے مین نہ ہوا۔ کہ وہ خدا کے پیارے سے ایک نیک دعا لے لیتے۔ ان لوگون کی وہ مثال ہے جن کا ذکر حدیث قدسی مین آیا ہے۔ کہ اللہ تعالی قیامت کے دن انسان کو کہیگا کہ اے ابن آدم مین مریض ہوا تھا۔ تو میری عیادت کو نہ آیا۔ بیمے تجھ سے کھانا مانگا تھا تو نے مجھ کو نہ دیا تھی تجھ سے پانی مانگا تھا پر تو نے نہ پلایا۔ انسان کہے گا تو رب العالمین ہے مین کس طرح تیری عیادت کرتا اور کس طرح تجھے کھانا کھلاتا اور کس طرح تجھے پانی پلاتا۔ خدا تعالی فرمائیگا کہ میرا فلانا بندہ بیمار ہوا تھا اگر تو اس کی بیمار پرسی کرتا۔ **تو تب مجھے اس کے پاس پاتا**۔ اگر تو فلان بندے کو کھلاتا اور پلاتا۔ تو اس کھانے اور پانی کو آج میرے پاس پاتا۔ معلوم نہین کہ کس کس بندے کیطرف خدا تعالے اس مین اشارہ کریگا مگر اس مین کیا شک ہو سکتا ہے کہ خدا تعالے کے خاص بندون اس کے مرسلین اور مامورین کی عیادت کرنا اور ان کو کھانا اور پانی دینا۔ خدا تو غنی ہے وہ کسی چیز کا محتاج نہین کہ اس سے پیار کرنیوالے اپنی محبت کے جوش مین اوس کی دعوت کرین اور اس کو روٹی کھلائین لیکن چونکہ انسان آخر انسان ہے اور وہ اپنی محبت کا اظہار انسانیت کے رنگ مین ہی کر سکتا ہے اس واسطے خدا نے اپنے خاص بندون کو دنیا مین بھیجا ہے تاکہ اُس کے نام پر جو کوئی ان بندون کی خدمت کرے وہ خدا کی خدمت سمجھی جائے افسوس انپر صد ہزار افسوس۔ جنھون نے خدا کے برگزیدے کو سوائے گالیون کے کوئی تحفہ نہ بھیجا اور سوائے اعتراضات کے کوئی دعوت سامنے پیش نہ کی وہ دنیا مین آیا اور چل دیا پر انھون نے اپنے واسطے سوائے جہنم کا کندہ بننے کے اور کسی بات کی طیاری نہ کی۔ پر مبارک ہو تم پر میرے بھائیو! کہ خدا تعالے نے ایسی تاریکی کے زمانہ مین تمہاری دستگیری کی اور تمہین اپنے مہدی کے ذریعہ سے ہدایت یافتہ بنایا اور اپنے مسیح کے طفیل تمہارے روحون کو بدیون سے اور بد اعتقادات سے نجات دی۔ خدا کا فضل تم پر زیادہ سے زیادہ ہو کہ تم آسمان پر خدا کے رسول کے ساتھیون مین لکھے گئے اور خدا نے تمہین ایک خاص کام کیواسطے برگزیدہ کیا۔

ضرور تھا کہ ایسا ہو

لیکن میرے پیارو تم غم نہ کرو اور حزین مت بنو۔ کیونکہ ضرور تھا کہ ایسا ہوتا تاکہ تم آزمائے جاؤ اور خدا کے لیئے دشمنون سے دکھ اٹھا کر اور ناگوار باتین سن کر پختہ ہو جاؤ اور تاکہ تمہارے ساتھ بھی وہ سنت پوری ہو جائے۔ جو صحابہ رسول کریم حضرت محمد مصطفٰے کے ساتھ ہوئی تھی۔ کہ آنحضرت جب فوت ہوئے۔ تو سبنے آپ کی وفات کو نیل از وقت سمجھا اور مخالفون نے اعتراض کئے کہ قیصر و کسری کی چابیان جن کے متعلق پیشگوئی تھی۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ مین دیجاویگی وہ کہان ہین۔ اور مسیلمہ جو نبوت کا دعوے کرتا تھا وہ زندہ تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے پس عرب کے لوگ بگڑ بیٹھے۔ کہ اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم صادق نبی ہوتا۔ تو وہ ایک کاذب مدعی کی زندگی مین کیون مر جاتا ایسا ہی اسود عنسی بھی اس وقت کاذب نبی موجود تھا اور وہ زندہ تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے پس یہ بات دشمنون کے ہاتھ ایک بڑی بات بن گئی اور صحابہ کو انہون نے طعن و تشنیع شروع کی اور بہت سے مرتد بھی ہو گئے اور وہ وقت اصحاب رسول پر بڑے دکھ کا وقت تھا مگر انھون نے سب برداشت کیا کیونکہ دشمنون کی خوشی چندروزہ تھی۔ اور تھوڑے عرصہ مین سب ہلاک ہو گئے اور خدا تعالے کے سب وعدے سچے ہوئے اور کوئی مخالف باقی نہ رہا۔ سو میرے دوستو! تم بھی اس وقت صبر سے کام لو اور صحابہ کا درجہ پاؤ۔ تم پر ہنوز ایسی تکلیف نہین آئی جیسی کہ اصحاب رسول پر تھی۔ پر چونکہ ہمارا مسیح محمدی تھا*۔ اس واسطے ضرور ہوا۔ کہ ہم بھی اپنے امام کی وفات کے وقت اس قسم کے ابتلا مین پڑین جس قسم کے ابتلا مین اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پڑے تھے

*[illegible] صحابہ کو خدا کی عبادت کرنا اور [illegible] اور پانی دینا

اسوقت کے نئے اعتراضات

اس وقت جو اعتراضات مخالفین کی طرف سے ہم پر ہو رہے ہین اون مین سے بعض اس قسم کے ہین جو محض گالیون اور استہزا کے رنگ مین ہین ان کیطرف توجہ کی ضرورت نہین۔ بعض اس قسم کے جو خود حضرت کی زندگی مین بھی نادان لوگ کیا کرتے تھے اور اون کے جواب بہت دفعہ دیئے جا چکے ہین۔ اور بعض اعتراضات اس قسم کے ہین جو خاص طور پر واقعہ وفات مسیح موعود پر کئے جاتے ہین۔ اور وہ یہ ہین۔

۱۔ آپنے مطابق پیش گوئی اسی سال کی عمر نہین پائی۔ اور فوت ہو گئے۔ ۲۔ نکاح والی پیشگوئی پوری نہین ہوئی۔ ۳۔ پانچوین لڑکے والی پیش گوئی پوری نہین ہوئی۔ ۴۔ ثناء اللہ آپ کی زندگی مین نہین مرا۔ ۵۔ عبدالحکیم آپ کی زندگی مین نہین مرا۔ ۶۔ عبدالحکیم نے جو پیشگوئی کی تھی وہ پوری ہو گئی ہے۔

ان امور کے متعلق اگرچہ مبسوط مضامین بعد مین لکھے جائینگے۔ تاہم مین مختصر طور پر چند باتین اس جگہ

بیان کردیتا ہوں جن سے ظاہر ہو جائیگا کہ مخالفین کے اعتراضات محض ضد اور تعصب اور جہالت پر مبنی ہیں یا جان بوجھ کر شرارت کی راہ سے کئے جاتے ہیں

اسّی سال کی عمر حضرت اقدس کو اپنی عمر کے متعلق جو الہام تھا اوس میں یہی اشارہ تھا کہ اسّی سال کے قریب عمر آپ کی ہوگی۔ پانچ سال کم یا پانچ سال زیادہ۔ سو اوس کے مطابق جیسا کہ گذشتہ اخبار میں لکھا جاچکا ہے آپکی عمر ۷۵ سال کے قریب ہوئی اور جن اخبارات نے ۷۰ سال لکھے ہیں اونہوں نے غلطی کھائی ہے۔ حضرت اقدس کی عادت تھی کہ وہ تاریخوں اور سنوں کی گنتی کیطرف بہت توجہ نہیں کرتے تھے اور ایسے امور ہمیشہ تخمیناً لکھدیا کرتے تھے۔ خود میں نے سنا ہے کہ آپنے فرمایا۔ ہم اپنی عمر کے متعلق کچھ ٹھیک نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ اس وقت بچوں کی عمروں کے لکھنے کا کوئی طریق نہ تھا اور ہمارے پاس کوئی ایسی یادداشت نہیں۔ پس آپ کی عمر کے متعلق ٹھیک طور پر خود آپ کو معلوم نہ تھا اور نہ آپنے کبھی اس طرف توجہ کی کہ اس کی ٹھیک تاریخ نکالنے کے پیچھے پڑ جائیں۔ خدا کے اخیار ایسے امور میں پڑنا اپنے واسطے تضیع اوقات خیال کرتے ہیں۔ آپ نے تخمینہ کے طور پر ایک جگہ ۱۸۳۹ء بھی لکھا ہے۔ جس کے رو سے قمری ماہ کے لحاظ سے اب آپ کی عمر ۷۲ سال بنتی ہے اور جو ڈوئی کے متعلق آپ کا اشتہار ۱۹۰۳ء میں شائع ہوا تھا اوس میں آپنے اپنی عمر چھیاسٹھ سال سے زیادہ لکھی ہے اس حساب سے اب بلحاظ قمری مہینوں کے آپ کی عمر ۷۶ سال ہوتی ہے۔ لیکن ان سب سے زیادہ صحیح قول مرزا سلطان احمد صاحب کا معلوم ہوتا ہے جو کہ انہوں نے جنازہ میں شامل ہونے کے واسطے تشریف لانے پر فرمایا تھا کہ میرے پاس جو یادداشت ہے اس کے مطابق آپ کی پیدائش ۱۸۳۶ء یا ۱۸۳۷ء میں ہوئی تھی۔ اس لحاظ سے ۳۶-۳۷-۳۸-۳۹ اور ۴۰ پانچ سال وہ اور ۶۰ سال پہلی صدی میں سے اور ۸ سال اس صدی کے کل ۵ + ۶۰ + ۸ = ۷۳ سال ہوئے اس میں دو سال قمری کے بڑھائے جائیں۔ تو ۷۵ سال ہوئے۔ غرض عمر کے متعلق کوئی اعتراض وارد نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ۷۵ یا ۷۶ بہر حال اسّی کے قریب ہیں۔ لیکن اگر ایسا بھی نہ ہوتا اور آپ کی عمر اسّی سال کے قریب نہ بھی ہوئی ہوتی۔ تب بھی کوئی جگہ اعتراض کی نہ تھی کیونکہ تازہ الہامات جو حضور اقدس کو اپنی وفات کے متعلق ہوئے تھے اور جن کی اشاعت رسالہ الوصیۃ اور اخبارات میں ہوچکی تھی اور اس کے بعد کے بہت سے الہامات جو وفات کے متعلق ہوئے تھے ان سے پہلے الہام کا منسوخ ہونا ثابت ہوتا ہے یمحو اللّٰہ ما یشاء و یثبت

نکاح والی پیشگوئی اس پیشگوئی کے متعلق حضرت اقدس ؑ نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں خود لکھدیا تھا کہ خدا تعالےٰ نے اب اس کو منسوخ کردیا ہے۔ چنانچہ اصل عبارت کتاب اس جگہ نقل کی جاتی ہے۔

"اور یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ درست ہے مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا خدا کیطرف سے ایک شرط بھی تھی جو اسیوقت شائع کی گئی تھی۔ اور وہ یہ کہ ایتہا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علیٰ عقبک۔ پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کردیا۔ تو نکاح فسخ ہوگیا یا تاخیر میں پڑ گیا کیا آپ کو خبر نہیں کہ یمحو اللّٰہ ما یشاء و یثبت نکاح آسمان پر پڑھا گیا یا عرش پر۔ مگر آخر وہ سب کارروائی شرطی تھی۔ شیطانی وساوس سے الگ ہوکر اس کو سوچنا چاہیئے کیا یونس ؑ کی پیشگوئی نکاح پڑھنے سے کچھ کم تھی جسمیں بتلایا گیا تھا۔ کہ آسمان پر فیصلہ ہوچکا ہے۔ کہ چالیس دن تک اس قوم پر عذاب نازل ہوگا۔ مگر عذاب نازل نہ ہوا حالانکہ اس میں کسی شرط کی تصریح نہ تھی۔ پس وہ خدا جس نے اپنا ایسا ناطق فیصلہ منسوخ کردیا۔ کیا اس پر مشکل تھا کہ اس نکاح کو بھی منسوخ یا کسی اور وقت پر ڈالدے۔"

اس کے بعد مخالف کو کوئی اعتراض کی گنجائش نہیں ہوسکتی کیونکہ حضرت نے خود لکھدیا تھا کہ اب اس کے پورا ہونے کی ضرورت نہیں۔ خدا تعالےٰ نے اس کو منسوخ کردیا ہے۔

پانچواں لڑکا پانچویں لڑکے کے متعلق بھی حضرت اقدس خود فیصلہ فرما چکے ہیں۔ کیونکہ یہ الہام دیر سے تھا۔ کہ خدا نے مجھے ایک پانچویں لڑکے کی بشارت دی ہے اور پھر جب صاحبزادہ محمود احمد کے ہاں لڑکا ہوا تو حضرت نے فرمایا تھا۔ کہ یہی وہ پانچواں لڑکا ہے کیونکہ پوتا بھی لڑکا ہی ہوتا ہے۔ ایسا ہی اب انشاء اللہ تعالیٰ یہ پیشگوئی اپنے وقت پر پوری ہوگی۔

ثناء اللہ ثناء اللہ کے متعلق حضرت اقدس ؑ نے کوئی پیشگوئی نہ کی تھی۔ ہاں آپنے اُس کے حق میں دعا کی تھی* سو اللہ تعالیٰ اپنی حکمت اور مصلحت کے مطابق انشاء اللہ اس دعا کو قبول کریگا اور اوس کے آثار نمودار ہوں گے اور ثناء اللہ اپنے کیفر کردار کو پہنچیگا اور ضرور پہنچے گا۔ اس موقعہ پر اس امر کو بخوبی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ حضرت اقدس نے کہیں اور کسی جگہ اپنی حیات یا وفات کو معیار اپنی صداقت یا کذب کا قرار نہیں دیا بلکہ آپنے ہمیشہ ایسے لفظ لکھے۔ کہ جو کاذب ہوگا وہ ہلاک ہوگا۔ وہ فنا ہوگا۔ سو ظاہر ہے کہ حضرت صاحب نہ ہلاک ہوئے اور نہ فنا ہوئے۔ کیونکہ اون کا سلسلہ اسیطرح موجود ہے ان کی قائم کردہ بنیاد مستحکم کھڑی ہے۔ چار لاکھ جماعت موجود ہے دین اسلام کی خدمت کے واسطے جو سلسلہ انہوں نے جاری کیا تھا وہ بدستور جاری ہے۔ ہاں ہلاک اور فنا ہونے کی مثال آپکے بالمقابل چراغدین جمونی نے دکھائی تھی۔ جس کا کوئی نام لینے والا باقی نہیں رہا۔ ڈوئی نے دکھائی۔ جو اتنے بڑے کارخانے کا مالک اور دس پندرہ ہزار مُرید کا پیر ہوکر اور کروڑوں روپے کا مالک ہوکر یکدم ایسا غرق ہوا کہ اس کا نام و نشان مٹ گیا۔ الہی بخش اکونٹنٹ نے دکھائی۔ فقیر مرزا نے دکھائی۔ غلام دستگیر قصوری نے دکھائی وغیرہ وغیرہ یہ سب ہلاک ہوئے فنا ہوئے اور ایسا ہی انشاء اللہ ثناء اللہ اور عبدالحکیم ہوں گے۔ لیکن حضرت اقدس زندہ ہیں اور ان کا روحانی فیض زندہ ہے۔ ان کا تمام کاروبار زندہ ہے وہ مر نہیں گئے۔ وہ قیامت تک زندہ رہیں گے۔ اور بدگو مخالف ان کے سلسلہ کو ترقی پاتے ہوئے دیکھکر حسد اور بغض میں مرجائیں گے۔ اور حسرت کے ساتھ ہلاک ہوجائینگے انشاء اللہ تعالےٰ۔

صادقاں را نور حق تا بد مدام
کاذباں مُردند شد ترکی تمام

البشریٰ مرتد اکرطے نے اس وقت بڑے دجل اور فریب سے کام لیا ہے وہ بالکل مسیلمہ کذاب کا بروز ثابت ہوا ہے۔ کیونکہ یہ بھی اپنے آپ کو مسیح اور مرسل من اللہ اور رحمۃ للعالمین کہتا ہے۔ اس نے بڑی بیہتی سے ایک چھوٹا سا رسالہ لکھا ہے۔ جسمیں زیادہ تر گندی گالیوں سے کام لیا ہے جیسا کہ ہمیشہ سے اس کا شیوہ ہے۔ اسمیں ایک تو یہ دجل کیا ہے کہ مرتد نے خود اپنے شائع کردہ الہامات میں تغیر و تبدل کیا ہے۔ گویا وہ آپ ہی خدا ہے۔ اور آپ ہی رسول ہے آپ ہی ملہم

اور آپ ہی لکھتا ہے۔ اُسی الہام کو پہلے اور الفاظ میں لکھتا ہے پھر اسی کو وقتی ضرورت کے مطابق دوسری طرح لکھ لیتا ہے۔

حضرت کی وفات سے پہلے تو اخباروں اور رسالوں اور دستی خطوں میں جو ہمارے پاس موجود ہیں لکھتا رہا۔ کہ حضرت اقدس ۲۱ ساون مطابق ۴۔ اگست "کو" فوت ہوں گے۔ چنانچہ پیسہ اخبار وغیرہ میں اس کا یہ شیطانی الہام چھپ بھی گیا تھا۔ اور پیسہ اخبار نے اس پر نوٹ بھی دیا ہے کہ عبد الحکیم نے اگر "تک" لکھا ہوتا۔ تو اس کی پیشگوئی درست ہوتی۔ اب ان باتوں کو سن کر کانے دجال نے اس چھوٹی کتاب میں بجائے **کو** کے **تک** لکھدیا ہے واہ رے دجال۔ صنعت ہو تو ایسی ہو۔

اس سے بھی بڑھ کر ایک اور فریب اس مرتد نے اپنے رسالہ میں یہ کیا ہے۔ کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے الہامی الفاظ پر انحصار کرنے کے بجائے حضرت اقدس کی ان عبارتوں کو نقل کر دیا ہے۔ جن کو آپ نے اپنے اجتہاد اور تفہیم سے لکھا تھا۔ اس جگہ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ عبد الحکیم ہو یا ثناء اللہ ہو یا کوئی اور ہو۔ ہمیں اس کے متعلق اللہ تعالے کی اس وحی کے الفاظ کو سب سے پہلے دیکھنا چاہیئے۔ جو خدا نے اپنے رسول پر نازل کی تھی۔ نہ کہ اس اجتہاد اور تفہیم کی طرف جانا چاہیئے۔ جو مامور من اللہ یا آپ کے کسی خادم نے اس پر بطور تشریح کے لکھے ہوں۔ کیونکہ پیشگوئیوں کی اصل حقیقت ان کے پورا ہونے کے وقت ظاہر ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے۔ کہ نبی کو بھی ان کے متعلق اجتہادی غلطی لگے جیسا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہجرت بجائے مکّہ کے یمامہ کی طرف سمجھی تھی۔ غرض حضرت کے جو الفاظ الہامی عبد الحکیم کے متعلق ہے تھے۔ وہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں ناظرین خود انصاف کر سکتے ہیں کہ کیا ان میں کوئی ایسا لفظ ہے کہ عبد الحکیم آپ کی حیات میں ہلاک ہو گا۔

"خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں ان پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔ فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا۔ ربّ فرق بین صادق و کاذب۔ انت تری کل مصلح و صادق"

یہ خدا تعالیٰ کی وحی ہے۔ جو عبد الحکیم کے متعلق ہے اور یہ اپنے وقت پر انشاء اللہ پوری ہو گی اور کاذب کا نام مٹ جائیگا۔ اور کوئی اس کا ذکر کرنے والا باقی نہ رہیگا۔

باقی رہا یہ امر کہ عبد الحکیم نے پیشگوئی حضرت اقدس کی وفات کے متعلق کی تھی۔ سو اس کے متعلق اول تو یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ جب کہ حضرت اقدس نے خود ہی رسالہ الوصیت میں اپنی وفات کے متعلق سب سے پہلے پیشگوئی شایع کر دی تھی۔ کہ اب میری وفات قریب ہے۔ تو پھر ہر کہ و مہ اس پیشگوئی کو سن کر جو چاہتا کہ سکتا تھا۔ اس میں کوئی بہادری نہ تھی اور نہ کسی الہام کی ضرورت ہے۔ دوم عبد الحکیم نے اول تین سال کی پیشگوئی کی۔ پھر اس کو منسوخ کر کے چودہ ماہ کی پیشگوئی کی پھر اس کو بھی منسوخ کر کے یہ پیشگوئی کی۔ کہ ۴ اگست کو مرزا صاحب فوت ہوں گے۔ پہلی دو پیشگوئیاں اس نے خود ہی منسوخ کر دیں اور تیسری یعنے ۴۔ اگست والے الہام کو خدا تعالے نے شیطانی ثابت کر دیا۔

پس عبد الحکیم ہر حال میں جھوٹا ثابت ہوا۔ اور تبصرہ میں جو حضرت اقدس نے لکھا تھا۔ کہ عبد الحکیم کی پیشگوئی چودہ ماہ والی جھوٹی ثابت کرنے کے واسطے عمر بڑھائی جائے گی۔ سو جب عبد الحکیم نے خود ہی وہ پیشگوئی منسوخ کر دی۔ اس کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہ رہی اور اوس کو شیطانی ملہم ثابت کرنے کا جو منشا رہا۔ وہ اوس کی ۴۔ اگست والی پیشگوئی کے صاف جھوٹا ہونے سے پورا ہو گیا۔ فالحمد للہ

ہمارا مسیح زندہ ہے

اس جگہ حضرت مولوی نور الدین صاحب کے خطبہ جمعہ کا خلاصہ لکھدینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ جس میں حضرت موصوف نے ثابت کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب زندہ ہیں مرے نہیں آپ نے فرمایا۔ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات ط بل احیاء ولکن لا تشعرون

حدیث شریف میں آیا ہے المبطون شہید۔ تمام لوگ بالاتفاق اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کی توفی اسہال سے ہوئی۔ خواہ بقول مخالفین یہ اسہال ہیضہ کے سمجھے جاویں یا پرانی بیماری جو بموجب پیشگوئی آپ کے لاحق حال تھی۔ پس یہ قوی شہادت ہے مگر اس تقتل کے ساتھ فی سبیل اللہ کی قید موجود ہے سو ہم اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ ہمارے سید و مولیٰ کی توفی بحالت مبطون ہونے کے فی سبیل اللہ ہوئی۔ آپ نے آخری لیکچر جو تیار کیا تھا اس کا نام پیغام صلح ہے اب صلح وہیں ہو سکتی ہے جہاں جنگ ہے آپ نے تو صلح کا پیام دے کر یہ سمجھایا۔ کہ اب اس جنگ کا خاتمہ ہے اور پھر اللہ نے فرمایا۔ کہ الرحیل۔ ہم سمجھے اسی جنگ کی حالت میں رخصت دینا چاہتے ہیں۔

آپ نے منشی میران بخش صاحب کے مکان پر فیصلہ آسمانی سنایا۔ پھر جلسہ اعظم مذاہب میں آپ کی ایک تقریر ہوئی۔ پھر شہر کے جنوبی حصہ میں ایک عظیم الشان لکچر ہوا۔ پھر چوتھا موقعہ تھا۔ جہاں ہمیں اپنا قائم مقام کر کے بھیجا۔ پھر پانچواں موقعہ وہ تھا۔ جب کہ تمام امراء کی دعوت کی اور انہیں اپنے عقائد سے خبردار کیا۔ دار السلطنت میں پانچ دفعہ ہر ایک طبقہ میں تو تبلیغ کر دی۔ اب اس سے زیادہ اور کیا کام تھا۔ جو آپ کے ذمے باقی رہ گیا تھا۔ پس خدا تعالے نے فرمایا کہ اسے مومنو! خبردار ہو کر سن لو کہ جو عین تبلیغ و تبلیغ کے ارادہ کے جہاد میں شہید ہو تم اسے میت اور اموات سے نہ کہو بلکہ زندہ کہو۔

میں ہرگز کسی احمدی کے لئے جائز نہیں سمجھتا کہ وہ اپنے مسیح کو مردہ کہے بلکہ ضرور ہے کہ اسے زندہ کہا جائے۔ یہ میرا حکم نہیں ہے بلکہ خدا تعالے کا حکم ہے۔ درحقیقت انسان پر جب موت آتی ہے تو اس کے اجزا متفرق ہو جاتے ہیں مگر دیکھو اس کے مرید بمنزلہ اجزاء کے رہتے وہ بجائے اس کے کہ متفرق ہوں۔ انہیں وحدت کی روح پھونکی گئی۔

اس کے آگے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہیں انعام لینے کے لئے کچھ دکھ اٹھانے بھی ضروری ہیں۔ کچھ اپنے اختیار سے اور کچھ قضاء و قدر سے۔ خوف کئی قسم کا ہے خوف اللہ کا۔ دشمن کا۔ ارتداد کا۔ پھر بعض وقت جوع بھی اختیار کرنا ہو گی۔ روزہ رکھنے سے یا خیرات اس قدر کہ اپنے پر فاقہ اٹھاؤ۔ پھر اپنے مالوں کو خدا کی راہ میں خرچ کر کے گھٹاؤ۔

کیونکہ ہم سب آلہی رضا کے لئے ہیں جس طرح وہ راضی ہو اسے راضی کریں۔

یہ مصائب۔ جو دکھ لیتی کی تحت میں ہیں یعنے ما بعد الموت نہیں ان کا انعام ملیگا۔ مصائب کے بدلے بہتر سے بہتر بدلہ خاص رحمتوں کا وعدہ۔ آئندہ ہدایت کی راہیں کھولدینگے۔

نکات

حسبنا کتاب اللہ | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت

مین کچھ نہ لکھنا چاہا اور فرمایا سکے لا تضلوا بعدی حضرت عمرؓ نے حسبنا کتاب اللہ کہکر تسلی دیدی کہ آپ اطمینان رکھین ہم آپکے منشا کو خوب سمجھتے ہین۔ کتاب اللہ پر قائم رہینگے جب آپنے سمجھا کہ وہ میری ہدایت کو خوب سمجھتے ہین۔ تو پھر کچھ لکھنے کی ضرورت نہ سمجھی۔

وحدت یہ خدا کا خاص فضل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبہم دلون مین تالیف کا پیدا کرنا یہ ایک اعجاز ہے جو خاص مسیح کے ہاتھ سے ظاہر ہوا۔ ورنہ ساری دنیا کے اموال بھی جمع کردین تو وہ دل نہین جمع ہو سکتے۔

ذوق کی باتین

یہ سلسلہ بدر مین عرصہ سے شروع ہے جب کبھی ایسی کوئی بات میرے دل مین آتی ہے۔ تو مین اس عنوان کی ماتحت اسے لکھدیتا ہون۔

ا۔ مسیح موعود اس لئے آیا کہ کسر صلیب کرے صلیب کی تمام عمارت کی بنیاد مسیح ناصری کی زندگی پر ہے آپنے اس کی موت کو ایک عالم پر ثابت کردیا آپ کی کوئی تقریر کوئی تحریر وفات مسیح کے ذکر سے خالی نہ جاتی تھی یہ عزم استقلال صرف نبیون کا حصہ ہے باوجود مخالفت شدیدہ اور طرح طرح کی مشکلات کے آپکے اس قول مین سلق فرق نہین آیا پھر چونکہ یہ بات پورے جوش اخلاص سے نکلتی تھی اسلئے تقریباً تمام مخاطبین اس کے قائل ہو گئے۔

سب لوگ جانتے ہین کہ اب جب ہم مخالف کلمہ گویون سے گفتگو کرتے۔ تو وہ وفات مسیح کی نسبت کوئی ذکر نہ چھیڑتے تھے۔ بلکہ یہ کہتے کہ اسے جلنے دو ہمین مرزا صاحب کا مسیح موعود ہونا ثابت کردو۔ حالانکہ اس کی بنیاد حیات وممات مسیح پر تھی۔ ان کے علاوہ تمام دانشمندان یورپ وامریکہ بھی اس بات کو تسلیم کر چکے تھے کہ مسیح مر چکا۔ اور اب وہ زندہ نہین۔ خود آپ کی تعلیم کا اثر مریدون پر اسقدر ہوا۔ کہ جو ان مین سے اپنی شقاوت ازلی و بدعملی کی وجہ سے مرتد ہوئے وہ بھی باوجود سخت مخالف ہونے کے اس عقیدہ سے نہ پھرے کہ مسیح مر چکا ہے۔ جمون کے چراغ دین اور پٹیالہ کے عبد الحکیم کے حالات سے ظاہر ہے۔ کہ وہ بڑے زور سے وفات مسیح کے عقیدہ پر قائم رہے پس ظاہر قول والی بات بالکل ٹھیک نکلی جس آپ کی قوت قدسیہ اور راستی تعلیم کا دشمن کو بھی قائل ہونا پڑتا ہے۔

پھر جیسے میرے آقا نے قول سے ثابت کیا کہ مسیح مر چکا ایسا ہی فعل سے اسپر شہادت دی کہ جو مسیح ہو اس کے لئے بھی مرنا ضروری ہے۔

۲۔ کیا ہی مبارک و مقدس ہے وہ زندگی جسکی وفات کسی بڑے اسلامی مسئلہ کو حل کردے شیعہ اب تک صدیق اکبرؓ کی خلافت پر معترض ہین اور حضرت علی و فاطمہ کی نسبت بیان کرتے ہین کہ انہون نے بیعت نہ کی اور کہ صحابہ مین سخت اختلاف ہوا۔

ہم نے اپنی آنکھون سے ایک نظارہ دیکھا ہمارے مسیح کی وفات کے بعد سید محمود دان جیسے دانائی فرزند ارجمند موجود تھے جن کے اس ہژدہ سالہ عمر مین تقوے و طہارت و خشوع خضوع و انابت الی اللہ وما شاء اللہ قوت بیانیہ و تحریریہ کو لطیفہ عجیبہ پیش کیا جاسکتا ہے۔ ان کے بجائے بارہ قابل التعظیم میر ناصر نواب پھر داماد نواب محمد علی خان یہ سب ہر طرح اس بات کے قابل تھے۔ کہ اگر وہ خلیفے بنائے جاتے۔ تو قوم انہین بطیب خاطر قبول کر لیتی مگر ایک ایسے شخص کا جو نہ اس قوم سے ہے نہ فارسی النسل نہین بلکہ عربی النسل ہے نہ خاص علاقہ قرابت رکھتا ہے بلا اختلاف امیر المومنین تسلیم کیا جانا کیا ہمین یہ نہین بتاتا۔ کہ اگر احمدؑ کا غلام اپنی قوم مین یہ وحدت کی روح پھونک سکتا ہے تو کیا خود احمدؑ مین یہ قوت قدسیہ نہ تھی۔

۳۔ حضور کے وصال کے بعد اکثر احمدی احباب کے منہ سے یہ فقرہ بے ساختہ نکلا۔ کہ "اب وحی بند ہوچکی"۔ اس قول سے میرے نزدیک ایک بہت بڑا مسئلہ حل ہوا بعض صحابہ کرام سے بھی یہی لفظ روائیت کئے گئے ہین جن سے استدلال کیا جاتا ہے۔ کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی بند ہے حالانکہ اس سے وہی مطلب تھا جو ہمارے احمدی بھائیون کا ہے یعنی موجودہ صورت حالات ایسی ہے کہ اب کوئی وحی نہین جب تک خدا تعالیٰ دوسری قدرت کو حسب وعدہ ہمارے لئے نہ بھیجدے۔

۴۔ ہمارا مسیح جیسا کہ نادان مخالف سمجھتا ہے اگر دنیا پرست ہوتا اور دنیا کے لئے اوس نے یہ دوکان نکالی ہوتی۔ تو ضرور اپنا جانشین اپنی اولاد مین سے کسی کو مقرر کر جاتا کیونکہ ایک دنیا پرست سے ناممکن ہے کہ وہ اپنی عمر کی کمائی اور محنت کا ثمرہ کسی غیر کے سپرد کر جائے۔ اور یہ تو سب مانتے ہین کہ آپ اگر ایسا کوئی حکم بلکہ اشارہ تک بھی فرما دیتے تو سب احمدی اس پر عمل کرنا اپنی سعادت دارین سمجھتے۔ مگر آپنے ایسا نہین کیا حالانکہ اپنی وصیت لکھی جیسا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ کیا پس صاف ثابت ہے کہ وہ مبارک خدا کی طرف سے مامور تھا اور دنیا کی ذرا بھی ہوس ان مین نہ تھی۔ اللھم صل علیہ وسلم

۵۔ آپکا علم کلام بھی کیا نرالا تھا ایک چھوٹی سی دلیل سے مخالف کو ساکت کیا جاسکتا۔ مثلاً یہ کہ جو دعوے کرو۔ اس کی دلیل بھی اپنی کتاب سے دو۔ صرف اسی اصل کو ہاتھ مین لیکر کوئی گفتگو کرے۔ تو انجیل و وید والے بھاگتے نظر آتے ہین۔ دوسرا اصل تھا کہ جس مذہب مین ہو اس کا کوئی امتیازی نشان دکھلاؤ اس کے مقابلہ مین بھی کوئی مذہب نہین آسکتا۔

۶۔ یہ عجیب بات ہے کہ باوجود اس کے کہ سیدی و مولائی کی وفات پر مخالفانہ آرٹیکل شائع ہوئے مگر یہ سب نے بالاتفاق تسلیم کیا۔ کہ آپنے اپنے کام مین اچھی کامیابی حاصل کی۔ (مین اس کے متعلق تمام اخبارات کے حوالہ بھی انشاء اللہ دونگا) یہ کامیابی بھی آپ کی حقیت کا ثبوت ہے۔

۷۔ یہ امر قابل غور ہے کہ باوجودیکہ انبیاء بنی اسرائیل ہر نبی کے بعد دوسرے کی پیشگوئی کرتے رہے مگر کئی اون مین کے ایسے ہین کہ جو سوائے معدودے چند کے جو غیریت من المسلمین کے مصداق ہے تھے اپنے ماننے والے نہ بنا سکے۔ مگر ایک نبی آیا جب کہ تمام قوم کا متفق طور سے یہ عقیدہ تھا کہ اب کوئی نبی نہ ہوگا اور پھر اس نے چار لاکھ انسان کو اپنا متبع بنالیا کیا یہ خدا کا خاص فضل نہین کیا ہمین اس کلمۃ اللہ کی قوت قدسیہ و روحانیہ پر ایمان نہین لانا چاہیئے۔

۸۔ لوگ آجکل بعض پیشگوئیون پر گفتگو کرتے ہین مگر مین کسی اور ہی عالم مین ہون مین کہتا ہون ہمین اس دستور العمل کی ضرورت ہے جس سے ہم دنیا و آخرت مین آرام اور ترقیات کے اعلیٰ مدارج پر پہونچ جاوین میری نظر مسیح کی تعلیم پر ہے مجھے اس تعلیم سے اعلیٰ کوئی تعلیم دکھاؤ ضرورت تو تعلیم کی ہے۔ جو اصل مقصد ہے۔ پس مین اس بات کو کیا کرون کہ فلان پیشگوئی معرض التوا مین آگئی

(باقی)

٭ یہ مین مبالغہ کے رنگ مین نہین کہا واقعی بات ہے صاحبزادہ والا تبار جب کسی مشکل مسئلہ اسلامی پر تقریر یا تحریر فرماتے اور اسمین ایسے نکات بیان کرتے ہین جو فصاحت کیطرح ما خطر علی قلب بشر ہو جاتے ہین تو سوا اس بات کے تسلیم کرنیکے چارہ نہین ہوتا۔ کہ یہ خاص فضل خداوندی ہے

ڈائری

القول الطیب

(وفات سے قریباً ۱۰ گھنٹے پہلے کی تقریر)

لاہور - ۲۵ - مئی ۱۹۰۸ء - ظہر

سلسلۂ نبوت ایک شخص سرحدی آیا بہت شوخی سے کلام کرنے لگا - اس پر فرمایا - میں نے اپنی طرف سے کوئی اپنا کلمہ نہیں بنایا نہ نماز علیحدہ بنائی ہے بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو دین و ایمان سمجھتا ہوں یہ نبوت کا لفظ جو اختیار کیا گیا ہے صرف خدا کی طرف سے ہے جس شخص پر پیشگوئی کے طور پر خدا تعالے کیطرف سے کسی بات کا اظہار بکثرت ہوتا ہے نبی کہا جاتا ہے - خدا کا وجود خدا کے نشانوں کے ساتھ پہچانا جاتا ہے اسی لئے اولیاء اللہ بھیجے جاتے ہیں - مثنوی میں لکھا ہے - آن نبی وقت باشد اے مرید محی الدین ابن عربی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے حضرت مجدد نے بھی یہی عقیدہ ظاہر کیا ہے پس کیا سب کو کافر کہو ... یاد رکھو سلسلہ نبوت قیامت تک قائم رہے گا -

مجدد کی ضرورت اس پر اس سرحدی نے سوال کیا کہ دین میں کیا نقص رہ گیا تھا جسکی تکمیل کے لئے آپ تشریف لائے - فرمایا - احکام میں کوئی نقص نہیں - نماز - قبلہ زکوۃ کلمہ وہی ہے - کچھ مدت کے بعد ان احکام کی بجا آوری میں سستی پڑ جاتی ہے بہت سے لوگ توحید سے غافل ہو جاتے ہیں تو وہ اپنی طرف سے ایک بندے کو مبعوث کرتا ہے جو لوگوں کو ازسر نو شریعت پر قائم کرتا ہے سو برس تک سستی واقع ہو جاتی ہے - ایک لاکھ کے قریب تو مسلمان مرتد ہو چکا ہے - ابھی آپکے نزدیک کسی کی ضرورت نہیں - لوگ قرآن چھوڑتے جاتے ہیں سنت نبوی سے کچھ غرض نہیں اپنی رسوم کو اپنا دین قرار دے لیا ہے اور ابھی آپکے نزدیک کسی کی ضرورت نہیں -

اس پر اس شخص نے کہا کہ اس وقت تو سب کافر ہو گئے کوئی تیس چالیس مومن رہ جائیں گے -

فرمایا کیا مہدی کے ساتھ جو مل کر لڑائی کریں گے وہ سب کافر ہی ہوں گے -

آپ نے کیا اصلاح کی پھر اس شخص نے پوچھا کہ آپ نے کیا اصلاح فرمائی - فرمایا - دیکھو چار لاکھ سے زیادہ آدمیوں نے میرے ہاتھ پر فسق و فجور اور دیگر گناہوں اور فاسد عقیدوں سے توبہ کی - انسان جب فسق و فجور میں پڑتا ہے تو کافر کا حکم رکھتا ہے - کوئی دن خیبر گذرتا جب کئی اشخاص توبہ کرنے کے لئے نہیں آتے - ہر امر میں اللہ کی طرف رجوع کرنا ایک بڑی بات ہے مسلمانی صرف یہی نہیں جیسے تم سمجھتے ہو - نیکی کرنا نہایت مشکل کام ہے - ریاکاری کے ساتھ عمل باطل ہو جاتا ہے یہ زمانہ ایسا زمانہ ہے کہ اخلاص کے ساتھ عمل کرنا مشکل ہے دنیا کی طرف لوگوں کی توجہ ہے - ہر صدی کے سر پر اسی قسم کی غلطیوں کو مٹانے اور توجہ الی اللہ دلانے کے لئے مجدد کا وعدہ دیا گیا ہے اگر ہر صدی پر مجدد کی ضرورت نہ تھی - بلکہ بقول آپکے قرآن کریم اور علماء کافی تھے - تو پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراض آتا ہے - حج کرنیوالے حج بجا لاتے ہیں زکوۃ بھی دیتے ہیں روزے بھی رکھتے ہیں - پھر بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سو برس کے بعد مجدد آئیگا - مخالفین بھی اسبات کے قائل ہیں پس اگر میرے وقت میں ضرورت نہ تھی تو پیشگوئی باطل جاتی ہے غیب کا حال تو اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں -

ویل للمصلین الذین هم عن صلاتهم ساهون یعنے لعنت ہے ان نمازیوں پر جو اپنی صلوۃ کی حقیقت سے بیخبر ہیں - پس فلاح وہی پاتا ہے اور وہی سچا مومن کہلاتا ہے جو نیکی کو اس کے لوازم کے ساتھ کرتا ہے -

یہ بات اس زمانہ میں بہت کم لوگوں میں موجود ہے پس ان اندرونی بیرونی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے میں اپنے وقت پر آیا - اگر میں خدا کیطرف سے نہیں تو یہ سلسلہ تباہ ہو جاویگا - اگر میں خدا کیطرف سے ہوں - تو یاد رکھو کہ پھر مخالف ناکام رہیں گے -

فاضل امروہی کی ایک تحریر

اصل مضمون حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی تم قادیانی نے زبان عربی میں لکھا تھا جو گذشتہ اخبار بدر میں شائع ہو چکا ہے - اصل مضمون کا ترجمہ تفسیری جو حضرت مولانا نے کیا ہے ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے - ایڈیٹر -

بسم اللہ الرحمن الرحیم ✣ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حضرتنا امیر تمام جماعت مومنین کے اور حکمت نظری و علمی دینی سے کام لینے والے مولانا نور الدین صاحب -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - بعض امور خارجیہ اور نیز خاکسار کا جوش قلبی ہر دو محرک ہوئے ہیں کہ ان چند سطروں کو میں اخبارات میں شائع کردوں - اور وہ سطور یہ ہیں - کہ میرا اعتقاد آپ کی جناب عالی میں اول بعثت و بیعت حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے یہ ہے کہ بیشک آپ حضرت اقدس کے ساتھ بڑی الفت اور انس رکھنے والے ہیں گویا کہ مجسم الفت تھے اور ان کے انیس تھے - اکثر مستوروں اور دینی معارف اور یقینی اسرار میں بمنزلہ ان کے قلب مبارک کے تھے جماعت احمدیہ میں در بارہ اخلاص و ایمان آپ سب سے زیادہ بڑھکر ہیں - آپکا یقین و عرفان سب سے زیادہ بڑھا ہوا ہے اور اللہ تعالے کا خوف آپ کو سب سے زیادہ ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اللہ تعالی کے بندوں میں سے جو علماء ربانی ہیں وہی زیادہ تر اوس سے خوف کرتے ہیں - علاوہ آپکے ماسوی اللہ سے کمال درجہ پر غنا اور بے پروائی بھی سب سے زیادہ ہے - امام ہمام نے اپنی کتابوں میں آپکے مناقب سب سے زیادہ بیان فرمائے ہیں اسلئے آپ کا مرتبہ سب سے زیادہ تر ہے - آپنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تصدیق اس وقت میں کی جو وقت تمام آدمیوں نے تکذیب کی تھی اس لئے میں اعتقاد رکھتا ہوں کہ صدیق ثانی ہیں جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے - والذی جاء بالصدق و صدق به - اول جملہ کے مصداق حضرت مسیح موعود تھے کہ اللہ تعالے کی طرف سے سچی باتیں اور سچے الہامات لائے تھے جن کو اللہ تعالے نے اپنی موت طبعی سے وفات دیدی جیسا کہ براہین احمدیہ میں یہ الہام موجود ہے یعیسی انی متوفیک الایۃ یعنے اے عیسی اگرچہ تمام لوگ تیرے قتل کرنے اور ہلاک کرنے میں بہت کوشش کریں گے - مگر میں تجھ کو موت طبعی سے وفات دونگا اور تمام ان عیوب سے جو منکرین تجھے لگاتے ہیں - میں تجھ کو ان سے پاک و صاف رکھوں گا اور جو لوگ جماعت کے تیری پیروی اور اتباع کریں گے - میں ان کو منکرین پر قیامت تک غالب اور فائق رکھوں گا پس اس وقت تم ہی اول مصداق صدق به کے ہو اور بمنزلہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی کے دین اور جماعت احمدیہ میں اس کے نائب ہو - پس میں نے اس لئے صدق دلی اور اخلاص قلبی سے واسطے تائید کرنے دین اسلام کے بقدر اپنی طاقت اور وسع کے آپکے ہاتھ پر بیعت طاعت

مسیح موعود کن معنون مین نبی تھے

حضرت اقدس مسیح موعود کی ایک تازہ تحریر

(منقول از اخبار عام)

(چند روز ہوئے کہ اخبار عام مین ایک مضمون نکلا تھا کہ مرزا صاحب نے دعوی نبوت کو چھوڑ دیا ہے۔ اس پر حضرت نے ایک مضمون لکھا تھا جس مین اپنے بیان کی تشریح کی تھی اور حضور کے حکم سے وہ مضمون عاجز راقم اخبار عام مین چھپنے کے واسطے دے آیا تھا کیونکہ وہ مضمون بطور خط کے بنام ایڈیٹر صاحب اخبار عام تھا۔ چنانچہ ۲۶ مئی کے اخبار عام مین وہ مضمون چھپ گیا تھا اوس کی نقل ہم ذیل مین کرتے ہین۔ اس جگہ اس امر کا لکھنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کارکنان اخبار عام سے ملنے کا جو مجھے اتفاق ہوا تو وہ نہایت شرافت اور اعلے اخلاق سے مجھے ملے اور حضرت کے حالات نہایت اوب سے انہون نے دریافت کئے اور بعض امور کے متعلق تو افسوس ظاہر کرتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے اس حسن سلوک کا جو آپ نے لاہور مین دنیوی اخبارون مین سے صرف اخبار عام کو ہی یہ فخر ہوا تھا کہ حضرت اقدس اوسکو باقاعدہ خرید کرنے اور ... اور ایڈیٹر صاحب اخبار عام کا ہمارے سلسلہ کے ساتھ ہمیشہ بہت شریفانہ برتاؤ رہا ہے۔ ایڈیٹر)

تقدس مآب مرزا صاحب قادیانی کا ایک خط

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار عام

پرچہ اخبار عام ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کے پہلے کالم کی دوسری سطر مین میری نسبت یہ خبر درج ہے۔ کہ گویا مین نے جلسہ دعوت مین نبوت سے انکار کیا اس کے جواب مین واضح ہو کہ اس جلسہ مین مین نے صرف یہ تقریر کی تھی کہ مین ہمیشہ اپنی تالیفات کے ذریعہ سے لوگون کو اطلاع دیتا رہا ہون اور اب بھی ظاہر کرتا ہون۔ کہ یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا مین ایسی نبوت کا دعوے کرتا ہون جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہین رہتا اور جس کے یہ معنے ہین کہ مین مستقل طور پر اپنے تئین ایسا نبی سمجھتا ہون کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہین رکھتا اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہون اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہون اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اقتداء اور متابعت سے باہر جاتا ہون۔ یہ الزام صحیح نہین ہے بلکہ ایسا دعوے نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب مین ہمیشہ مین یہی لکھتا آیا ہون کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعوے نہین اور یہ سراسر میرے پر تہمت ہے اور جس بنا پر مین اپنے تئین نبی کہلاتا ہون وہ صرف اس قدر ہے کہ مین خدا تعالیٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہون اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے اور میری باتون کا جواب دیتا ہے اور بہت سی غیب کی باتین میرے پر ظاہر کرتا اور آئندہ زمانون کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو دوسرے پر وہ اسرار نہین کھولتا اور انہین امور کی کثرت کی وجہ سے اوس نے میرا نام نبی رکھا ہے سو مین خدا کے حکم کے موافق نبی ہون اور اگر مین اس سے انکار کرون تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت مین خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو مین کیونکر انکار کر سکتا ہون۔ مین اس پر قائم ہون اس وقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤن۔ مگر مین ان معنون سے نبی نہین ہون کہ گویا مین اسلام سے اپنے تئین الگ کرتا ہون۔ یا اسلام کا کوئی حکم منسوخ کرتا ہون۔ میری گردن اس جوئے کے نیچے ہے جو قرآن شریف نے پیش کیا۔ اور کسی کو مجال نہین کہ ایک نقطہ یا ایک شعشہ قرآن شریف کا منسوخ کر سکے سو مین صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہون کہ عربی اور عبرانی زبان مین نبی کے یہ معنے ہین کہ خدا سے الہام پا کر بکثرت پیشگوئی کرنیوالا اور بغیر کثرت کے یہ معنی تحقق نہین ہو سکتے جیسا کہ صرف ایک پیسہ سے کوئی مالدار نہین کہلا سکتا سو خدا نے مجھے اپنے کلام کے ذریعہ سے بکثرت علم غیب عطا کیا ہے اور ہزارہا نشان میرے ہاتھ پر ظاہر کئے ہین اور کر رہا ہے۔ مین خود ستائی سے نہین بلکہ خدا کے فضل اور اوس کے وعدہ کی بنا پر کہتا ہون کہ اگر تمام دنیا ایک طرف ہو اور ایک طرف صرف مین کھڑا کیا جاؤن اور کوئی ایسا امر پیش کیا جائے جس سے خدا کے بندے آزمائے جاتے ہین تو مجھے اس مقابلہ مین خدا غلبہ دیگا اور ہر ایک پہلو کے مقابلہ مین خدا میرے ساتھ ہوگا۔ اور ہر ایک میدان مین مجھے فتح دیگا بس اسی بنا پر خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے اس زمانہ مین کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور کثرت اطلاع بر علوم غیب صرف مجھے ہی عطا کی گئی ہے اور جس حالت مین عام طور پر لوگون کو خوابین بھی آتی ہین بعض کو الہام بھی ہوتا ہے۔ اور کسی قدر ملونی کے ساتھ علم غیب سے بھی اطلاع دی جاتی ہے۔ مگر وہ الہام مقدار مین نہایت قلیل ہوتا ہے۔ اور اخبار غیبیہ بھی اس مین نہایت کم ہوتی ہین اور باوجود کمی کے مشتبہ اور مکدر اور خیالات نفسانی سے آلودہ ہوتی ہین۔ تو اس صورت مین عقل سلیم خود چاہتی ہے کہ جس کی وحی اور علم غیب اس کدورت اور نقصان سے پاک ہو اس کو دوسرے معمولی انسانون کے ساتھ نہ ملایا جائے بلکہ اس کو کسی خاص نام کے ساتھ پکارا جائے تا کہ اس مین اور اس کے غیر مین امتیاز ہو۔ اس لئے محض مجھے امتیازی مرتبہ بخشنے کے لئے خدا نے میرا نام نبی رکھ دیا اور یہ مجھے ایک عزت کا خطاب دیا گیا ہے تا کہ ان مین اور مجھ مین فرق ظاہر ہو جائے۔ ان معنون سے مین نبی ہون اور امتی بھی ہون تا کہ ہمارے سید و آقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو کہ آنیوالا مسیح امتی بھی ہوگا اور نبی بھی ہوگا۔ ورنہ حضرت عیسے جن کے دوبارہ آنے کی باطل امید اور جھوٹی طمع لوگون کو دامنگیر ہے۔ وہ امتی کیونکر بن سکتے ہین کیا آسمان سے اتر کر نئے سرے وہ مسلمان ہون گے۔ یا کیا اس وقت ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء نہین رہینگے

والسلام علے من اتبع الھدیٰ

الراقم خاکسار

المفتقر الی اللہ الاحد غلام احمد عفی اللہ عنہ

۲۳ مئی ۱۹۰۸ء از شہر لاہور

نام خوش خط ہو

بعض دوست حضرت کی ڈاک میں یا بدر کی ڈاک میں ایک نہایت ضروری اور تاکیدی خط لکھتے ہیں۔ خط بہت صاف اور پاکیزہ ہوتا ہے اور بخوبی پڑھا جاتا ہے۔ لیکن نیچے نام ایسی طرح لکھا ہوا ہوتا ہے جو بالکل پڑھا نہیں جاتا اور بعض دفعہ نام کے نیچے پورا پتہ نہیں ہوتا۔ اس سے جواب لکھنے میں بہت دقّت ہوتی ہے بلکہ بعض دفعہ جب کوئی پتہ نہیں لگتا کہ جواب لکھیں تو کس کے نام تو نہایت حسرت کے ساتھ خط کو پھاڑ کر پھینک دینا پڑتا ہے اور اس سے بڑھکر اور کوئی تعمیل نہیں ہو سکتی اس واسطے سب دوستوں کو چاہیئے کہ اپنے ہر خط میں اپنا نام اور پتہ واضح کر کے لکھا کریں بعض دوست خیال کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جو ہم نے اپنے نام کے ساتھ پتہ لکھدیا تھا۔ تو بس قادیان والوں نے اس کو خوب یاد کر لیا ہوگا مگر یہ غلطی ہے یہاں خط و کتابت کی ایسی کثرت ہے کہ سب ناموں اور پتوں کا حافظ بننا مشکل بلکہ محال ہے۔

[illegible]

تو وصال [illegible] وان مسرور ہے
پاں دل [illegible]
[illegible] ایک اور [illegible]
[illegible] مولا کی رضا منظور ہے
[illegible] میں تو [illegible]
[illegible]
بس ازین تو کر چکا سب انتظام
او [illegible] یہ سب مذکور ہے
تیری فرقت میں ہیں گو اب ہم حزین
اور دل رقّت پہ بس مجبور ہے
پر سمجھتے ہیں تجھے یاد رکاب
اس طرف جانے میں تو معذور ہے
خوش ہیں دشمن اور ہیں مغموم دوست
اور تو اس امر میں مامور ہے
کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْت کا
حق سے جاری ہو چکا منشور ہے
زندگی پر کیا کسی کا اختیار
حق کا دشمن کس لئے مغرور ہے
وہ رسولِ پاک ختم المرسلین
جو خدائے پاک کا اک نور ہے
اپنے مرنے سے یہ ثابت کر گیا
فوت ہونا سنت ماثور ہے
اس کا خادم تھا مسیحا اور غلام
جس کی کوشش حق کے ہاں مشکور ہے
اپنے آقا کے وہ قدموں پر چلا
وہ تو عند اللہ بس ماجور ہے
حق نے دی اس کو حیات طیبہ
اور وہ مرفوع ہے مسرور ہے
رحمتیں ہوں حق کی اس پر صد ہزار
قرب حق میں ہم سے بیٹھا دور ہے
آخری اس کا پیام آشتی
آخری لکچر ہے جو مسطور ہے
ہیں مخاطب اس میں وہ اقوام ہند
بہتری جن کی اسے منظور ہے

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار
اور آنکھوں میں رُخِ پر نور ہے
وہ تو پہنچے جنت الفردوس میں
اور ہم ہیں ایک ان کا [illegible] ہے
دین حق کو ذات پر جنکی [illegible] ہے ناز
شکر ہے باطل [illegible] کیا متعدد ہے
وہ خلیفہ ہیں دین میں اب امام
ان کی بیعت [illegible] امور ہے
[illegible] مسیحا کا وصال
[illegible] سلسلہ [illegible] ہے
[illegible] تاریخ وفات
مادۂ تاریخ ہی مغفور ہے

۱۳۲۶ھ

خاکسار میر حامد شاہ از سیالکوٹ ۳ جون ۱۹۰۸ء

[illegible] برادر صادق۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت خلیفۃ اللہ کا الہام ہے

"مسکن تکمیہ بہ عمر ناپائیدار" ۱۳۲۶ھ

خدا تعالیٰ نے اس کے اعداد میں ہمیں سال وصال بتایا ہے۔ یہ الہام خدا کا دوسرا فضل ہے۔ جو اس کے عاجز بندے اکمل پر ہوا۔

محمد ظہور الدین اکمل

فروخت مکان

عرب صاحب عبدالحی نے ایک مکان برلب سڑک طرف مشرق قادیان۔ قریب پل ڈاب بنایا ہے جسکی زمین قریباً سات مرلہ ہے۔ اور اس میں کمرہ برآمدہ ڈیوڑھی صحن اور سیڑھیاں ہیں۔ دیواریں سب طیار ہو چکی ہیں صرف چھت باقی ہے۔ جو کہ بسبب نہ ہونے روپیہ کے اب تک بنوا نہیں سکے۔ اور اب وہ بسبب مقروض ہو جانے کے اس کو فروخت کرنا چاہتے ہیں ان کا بیان ہے کہ مبلغ چھ سو روپے وہ خرچ کر چکے ہیں۔ زمین قریباً دو سو روپے کی بتلاتے ہیں۔ انہوں نے خرید کی تھی۔ لیکن بھرتی پر بہت خرچ ہوا۔ اب وہ فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ جو صاحبان خرید کرنا چاہتے ہیں عرب صاحب سے خط و کتابت کریں۔ قرضہ کو جلد ادا کرنے کی خواہش میں عرب صاحب اصل لاگت سے بھی کم پر فروخت کرنے کے لئے طیار ہیں۔

اطلاع

بخدمت ایڈیٹر صاحب بدر۔ برادرم عبد الحمید صاحب سٹونگ بلوچستان نے قادیان کے اس طالب علم کے لئے جو سب سے اچھا مضمون لکھے۔ کتاب انگریزی اور ایک روپیہ نقد انعام مقرر فرمایا تھا چنانچہ وہ انعام علی محمد طالب علم تھرڈ مڈل کو دیدیا گیا۔ اکمل۔

کوئٹہ میں ایک زلزلہ بدھ وار ۱۰ جون بعد شام کو آیا اور دوسرا جمعرات [illegible] بجے بعد دوپہر کو۔

موہمندیوں کی سزا۔ تمام موہمندیوں کے علاقہ میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک مدافعانہ ۱۷۰ برج اڑا دئے گئے اور جہاں کہیں دشمن نے مقابلہ کیا اس کو شکست دیگئی بعض فرقوں نے یہ خیال کیا کہ فوج دوبارہ ان کے علاقہ میں نہیں آئے گی اس لئے وہ جرمانہ ادا کرنے اور شرائط قبول کرنے سے بے پرواہ ہو گئے۔ مگر ان کی سخت غلطی تھی کیونکہ وہ اپنے مورچہ بند گانوں میں پہنچنے نہ پاتے تھے۔ کہ سرکاری فوج جا پہنچتی تھی نتیجہ یہ ہے کہ کافی سبق دیا گیا ہے جو عمدہ ہی سے فراموش نہ ہوگا۔ جرمانے جلدی سے وصول ہو گئے۔ دس ہزار نقد جرمانہ اور ہتھیار میں لایا گیا ہے۔

طہران سے خبر آئی ہے کہ شاہ ایران پایہ تخت سے ریاست کی